سیر وسوانح

ولیدالاعظمی ۔عالم عرب کا اسلام پسند شاعر

جناب ابوسعد اعظمی

تحریک اخوان المسلمون کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ اس نے اپنے ارکان کی ذہنی وروحانی تربیت کے ساتھ با مقصد، تعمیری اور مثبت ادب کی تشکیل میں بھی اہم کردار ادا کیا ہے ۔ امت مسلمہ کے مسائل، ان کا فکری جمود، اصلاح معاشرہ اور ان جیسے بے شمار موضوعات پر اخوان نے قرآن وحدیث کی روشنی میں گراں قدر لٹریچر تیار کیا اور ~~شعر وادب کو انسانی اقدار~~ کا پابند بنانے کی عمدہ کوشش کی ہے ۔ سید قطب شہیدؒ (۱۹۰۶ـ۱۹۶۶) سے لے کر جابر قمیحہ (۱۹۳۴ـ ۲۰۱۲ئ) تک اخوانی ادباء وشعراء کی ایسی طویل فہرست ہے جنہوں نے ادب کو انسانی اور اسلامی بنانے کی اہم خدمات انجام دی ہیں ۔ ولیدالاعظمی (۱۹۳۰ـ۲۰۰۴ئ) بھی اسی کہکشاں کا ایک روشن اور تابندہ ستارہ ہے ۔

ولید الاعظمی عراق میں اخوان المسلمون کے اہم اور سرگرم رکن تھے ۔ ان کی ابتدائی تعلیم وتربیت اور پرورش وپرداخت سے متعلق بہت زیادہ تفصیلات دست یاب نہیں ہیں ۔ ’معجم الادباء الاسلامیین المعاصرین‘ کے مصنف احمد الجدع نے اسلامی شاعر کی حیثیت سے ان کا تذکرہ کرتے ہوئے ان کے شائع شدہ متعدد دواوین کی طرف اشارہ کیا ہے ،لیکن ان کی نشو ونما اور ابتدائی زندگی کے سلسلے میں وہ مکمل طور پر خاموش ہیں ۔ مصادر میں انہوں نے ’شعراء الدعوۃ الاسلامیۃ‘ (جلد نمبر ۵) کا حوالہ دیا ہے [۱] لیکن افسوس کہ وہاں تک رسائی ممکن نہ ہوسکی ۔ دیوان کی ابتدا میں ولید الاعظمی کی خود

نوشت سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ ان کے والد کا نام عبد الکریم تھا۔ انہوں نے چھ سال کی عمر میں اپنے گھر سے قریب واقع ’مدرسہ اعظمیہ‘ میں داخلہ لیا اور ملا عمید الکردی سے حفظِ قرآن کی سعادت حاصل کی۔ ۱۹۴۳ء میں ابتدائی تعلیم مکمل کی۔ خطاطی سے آپ کو کافی لگاؤ تھا۔ اس فن میں آپ نے کافی مہارت حاصل کی اور خطاط کے نام سے شہرت پائی۔ بغداد اور عراق کے بعض دیگر شہروں کی مساجد کی عمارتیں اور گنبد ومحراب آپ کی خطاطی سے آراستہ ہیں۔ آپ کا تعلق انتہائی دین دار گھرانے سے تھا۔ والدین بہت نیک تھے، جس کی وجہ سے آپ کے اندر بچپن ہی سے دینی شعور پروان چڑھتا رہا۔ وہ شروع سے ہی نماز باجماعت کے پابند رہے۔ عہد شباب کو پہنچے تو مفتی بغداد شیخ قاسم القیسی کے درس میں شرکت کو اپنا معمول بنالیا۔ شیخ قاسم القیسی ان دنوں اعظمیہ میں واقع مسجد بشرا الحنفی میں دینی مدارس کے طلبہ کو درس دیا کرتے تھے۔ اسی طرح ڈاکٹر تقی الدین الھلالی مسجد خطاب میں دوشنبہ اور جمعرات کے دن درس دیا کرتے تھے۔ اس میں بھی وہ پابندی سے شریک ہوتے رہے۔ اس سے ان کو کافی فائدہ پہنچا اور ان کے اندر مطالعۂ قرآن وحدیث کا ذوق اور سیرت نبوی سے شغف پیدا ہوا۔ ۱۹۵۶ء میں وہ رشتۂ ازدواج میں منسلک ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں کثرت اولاد سے نوازا تھا، ان کے کل چار بیٹے اور چار بیٹیاں تھیں۔ ۲؎

مقدمۂ دیوان سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے بہت کم عمری میں عامی زبان میں شاعری کا آغاز کر دیا تھا۔ پھر پندرہ (۱۵) سال کی عمر میں باقاعدہ شعر کہنے لگے تھے۔ ان کے ماموں ولود احمد الصالح اور اخوانی رکن محمود یوسف ان کی شاعری میں اصلاح کر دیا کرتے تھے۔ ولید الاعظمی کی قدیم وجدید عربی شاعری پر اچھی نظر تھی اور اشعار کا اچھا خاصا ذخیرہ انہیں زبانی یاد تھا۔ حافظہ کو پروان چڑھانے کے لیے اکثر وہ اپنے دوستوں کے ساتھ بیت بازی بھی کیا کرتے تھے ۳؎۔ ان کی نظمیں عراق کے علاوہ بیروت، کویت اور مصر وغیرہ کے مختلف علمی رسائل وجرائد میں شائع ہوئیں۔ ندوۃ العلماء لکھنؤ کے ترجمان مجلۃ البعث الاسلامی‘ میں بھی ان کی متعدد نظمیں شائع ہوئی ہیں ۴؎۔

اخوان میں شمولیت اور شیخ محمد محمود الصواف سے ان کی قربت نے ان کی دینی فکر کو جلا بخشنے اور قومیت و وطنیت کے تنگ حصار سے نکل کر عالم اسلام کے مسائل کو شاعری کا موضوع بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔شیخ محمد الصواف عراق میں اخوان کے سرگرم رکن تھے۔ ۱۹۵۰ء میں انھوں نے وہاں 'جمعیۃ الاخوۃ الاسلامیۃ' کے نام سے ایک یونٹ قائم کی۔ بغداد کی جامع ازبک میں ہر جمعرات کو اس کا عظیم الشان جلسہ منعقد ہوتا تھا، جس میں شیخ الصواف کی تقریر ہوتی تھی۔ ولید الاعظمی اس میں پابندی سے شریک ہوتے تھے۔ شیخ الصواف نے ان کے اندر چھپے شاعر کو بھانپ لیا اور ان کے ساتھ خصوصی شفقت کا معاملہ کرنے لگے۔وہ انھیں شعر کہنے اور عالم اسلام کے مسائل کو شعری قالب میں ڈھالنے پر آمادہ کرتے۔عراق کے مختلف شہروں میں جہاں ان کا دورہ ہوتا، وہ ولید الاعظمی کو بھی اپنے ساتھ لے جاتے، جہاں وہ دینی جلسوں میں اسلامی شاعری کے نمونے پیش کرتے۔خود ولید الاعظمی نے بھی شیخ الصواف کا بڑی ہی محبت وعقیدت سے تذکرہ کیا ہے اور اپنی شاعری کو انھی کی کوششوں کا فیض اور ثمرہ قرار دیا ہے ۵؎۔ چوں کہ ولید الاعظمی کے ابتدائی اشعار ایک مومن کے اندرونِ قلب کی حقیقی آواز ہیں اور معاصر اسلامی تحریکات کے جلو میں دعوتِ اسلام کا عظیم الشان فریضہ انجام دینے والے مخلص افراد سے ان کی محبت کے غماز بھی، اس لیے ان کی شہرت کا دائرہ پھیلتا چلا گیا اور ان کے اشعار وقصائد نے عالم عربی کے نوجوانوں کے دل کی دھڑکن اور روح کے نغمے کی شکل اختیار کرلی۔ نعمان عبدالرزاق السامرائی نے نوجوانوں میں ان کی شہرت ومقبولیت کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

> ”میں ایسے بہت سے مقامات کا گواہ ہوں جہاں ولید الاعظمی کے نام کا اعلان ہوتے ہی لوگوں کے چہرے فرحت وانبساط سے کھل اٹھتے تھے۔ جب وہ شعر پڑھنے لگتے تھے تو نوجوانوں کے اندرون سے جذبات کا سیلاب امڈ پڑتا تھا اور وہ پروانہ وار میدان کارزار میں کود پڑتے تھے“ ۶؎

میرے پیش نظر ولید الاعظمی کا جو دیوان ہے وہ 'دیوان ولید الاعظمی: الأعمال الشعرية الكاملة' کے نام سے دارالقلم دمشق سے ۲۰۰۸ء میں شائع ہوا ہے۔اس میں دیوان الشعاع ، دیوان الزوابع ،أغانی المعرکة،نفحات قلب اورقصائد وبنود کے نام سے کل پانچ دیوان شامل ہیں ۔یہ ۴۷۶ صفحات پر مشتمل ہے اور عبداللہ الطناوی نے اس کی ترتیب وتدوین کا کام انجام دیا ہے۔ابتدا میں مستشار عبداللہ العقیل کا مقدمہ ہے اور خود ولید الاعظمی کے قلم سے ان کی زندگی کا اشارةً تذکرہ ہے۔ ہر دیوان کی ابتدا میں مختلف شخصیات کے قلم سے مقدمہ تحریر کیا گیا ہے، جو بالترتیب علامہ یوسف القرضاوی ،نعمان عبدالرزاق السامرائی، پروفیسر وکیل نور الدین الواعظ اورڈاکٹرمحسن عبدالحمید کا تحریر کردہ ہے۔

ولید الاعظمی کی شاعری کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ درحقیقت اس وقت امت مسلمہ کے حالات کا حقیقی آئینہ ہے ۔ان کی شاعری پرتبصرہ کرتے ہوئے ان کے دوست المستشار عبداللہ العقیل نے بالکل صحیح لکھا ہے:

> ''اس مجموعہ میں شامل ان کا ہر دیوان اسلامی شاعری کا عمدہ نمونہ ہے، جونفس میں جوش وولولہ،عزم میں قوت وثبات،فکر وخیال میں بلندی اور عمل پیہم وسعی مسلسل کا داعی ہے۔ان کی شاعری قومیت کے حصار میں قید نہیں ہے، بلکہ فلسطین، قبرص، فلپائن، چیچینیا، الجزائر، زنجبار، انڈونیشیا اور عالم اسلام کے دوسرے ممالک ،جو استعمار کی چکی میں پس رہے ہیں، ان کے مصائب وآلام کی حقیقی ترجمان ہے اور استعمار کے خلاف علمِ جہاد بلند کیے ہوئے ہے''۔[۷]

وہ قومیت سے بہت اوپر اٹھ کر اسلام اور انسانیت کے نقطۂ نظر سے دنیا کو دیکھنے کے عادی ہیں۔انہوں نے عالم اسلام کے مسائل کا بہت دقت اور باریک بینی سے مطالعہ کیا ہے اوراس کے درد کو بہت قریب سے محسوس کیا ہے۔دوسری جنگ عظیم کے بعد مسلمان جن حالات سے دوچار ہوئے ،قید و بند اور ظلم وستم کی جن صبر آزما

مشکلات سے دو چار ہوئے ،جس طرح انہیں خوش نما وعدوں کے فریب میں الجھایا گیا، تحفظ انسانیت کے نام پر ان کا بے دریغ قتل کیا گیا، ان کے معصوم بچوں سے زندگی کا حق چھینا گیا، مصر ،عراق ،تونس ،شام اور جزائر میں بے شمار انسانوں کا قتل عام ہوا، مغربی تہذیب کی یلغار نے ان سے ان کی اپنی تہذیب اور شناخت سلب کر لی، فلسطین اور مسجد اقصی پر یہودیوں کا تسلط اور قبضہ ہو گیا، ان حالات کو دیکھ کر ولید الاعظمی پر حزن وملال کی جو کیفیت طاری ہوتی اس نے الفاظ کا پیکر اختیار کرلیا اور درد دل شاعری کی زبان بن کر صفحۂ قرطاس پر بکھرتا چلا گیا۔

علامہ یوسف القرضاوی نے ولید الاعظمی کی شاعری کی تعریف کرتے ہوئے اپنی پسندیدگی کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے :

> ''ایک ایسے وقت میں جب باطل کی شبِ تاریک ساری دنیا پر اپنا تسلط جمالینا چاہتی ہے، ایک ایسی شمع فروزاں کی سخت ضرورت ہے جو مشعلِ راہ کا کام دے سکے۔ولید الاعظمی کی شاعری نے اس قندیلِ رہبانی کا بہ خوبی حق ادا کیا ہے اور امید کی ایک کرن روشن کی ہے۔وہ شاعرالشعب (عوامی شاعر) ہیں۔وہ صحیح معنوں میں عوام کے ترجمان ہیں۔ان کی خوشی وغم کو اپنا غم سمجھتے ہیں۔ان پر ظلم وزیادتی اور ان کے حقوق کی پامالی انہیں بے چین کر دیتی ہے۔ان کے یہاں شعب کا تصور محدود نہیں ہے، بلکہ عرب وعجم، سیاہ وسپید اور سارے مسلمان ان کے تصور شعب میں شامل ہیں''۔ ۸؎

ولید الاعظمی ان شعراء میں سے ہیں جن کے یہاں شعر وشاعری شہرت و بقا سے زیادہ ادائے حق کا ایک اہم وسیلہ ہے۔نوجوانوں کے جذبات کو مہمیز کرنا اور ان میں اسلام کے بارے میں ایثار وقربانی کا جذبہ پیدا کرنا ہی ان کا اصل مقصد ہے ۔خود ولید الاعظمی ان خوش قسمت نوجوانوں میں ہیں جن کی پوری زندگی اسلامی رنگ کا آئینہ دار ہوتی ہے۔ وہ کثرت سے تلاوت قرآن کے عادی تھے،اسی وجہ سے ان کی شاعری کے اسلوب میں قرآن کریم کی تاثیر صاف نظر آتی ہے ۔انہوں نے قرآن

کریم کے افکار ومعانی کو شعر کا قالب عطا کیا ہے۔

ولید الاعظمی کے اصل مخاطب امت مسلمہ کے نوجوان ہیں۔ اس لیے انہیں شاعر الشباب بھی کہا جاتا ہے۔ وہ بار بار مختلف اسالیب میں امت مسلمہ کے نوجوانوں کو مخاطب کرکے انہیں غفلت اور عیش کوشی کی زندگی سے نکل کر حقائق سے آنکھیں ملانے کی دعوت دیتے ہیں۔ مختلف اسلامی ممالک میں قتل وغارت گری کی فضا کے خلاف آواز بلند کرنے کی اپیل کرتے ہیں اور انہیں یہ باور کراتے ہیں کہ تمہاری عزت وعظمت کا راز اسلام ہے۔ تمہارا شعار اسلام ہے۔ تمہاری زندگی میں حسن ورعنائی کا سرچشمہ اسلام ہے۔ اتحاد واتفاق ہی تمہاری قوت اور اتباع رسول ہی تمہاری فوز وفلاح کا ضامن ہے۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں:

يا فتية الاسلام سوّوا صفوفكم   وبغير دين الله لا تتدرّعوا
صونوا كما صان الحمى اجدادكم   سيروا على آثارهم وتتبعوا
وليعلم الأعداء أنا أمة   بعواصف التهديد لا تتزعزع
ولتشهد الدنيا باننا أمة   بسوى الزعامة فى الورى لا تقنع
سنحطّم الأغلال عن أعناقنا   ونصد تيار الفساد ونمنع
ونقيم صرح العدل بين ربوعنا   حتى يطيب مصيفنا والمربع
لسنا نريد مناهج وضعية   قرآننا السامى أعز وأرفع
فيه التحرر والتقدم والعلى   والى الخلود هو الطريق المهيع

اے نوجوانانِ اسلام! اپنی صفیں سیدھی کرلو اور اللہ کے دین کی زرہ ہی کو ڈھال بناؤ۔ اپنے اجداد کی طرح حمیت وغیرت کا پاس رکھو اور انہی کے نقش پا کی اتباع کرتے رہو، تاکہ دشمنوں کو پتہ چل جائے کہ ہم ایسی قوم ہیں جنہیں خوف کی تیز وتند آندھیاں تہہ وبالا نہیں کرسکتیں اور دنیا دیکھ لے کہ ہم ایسی قوم ہیں جو قیادت سے کم کسی منصب پر قانع نہیں ہوتی۔ ہم (ظلم وتشدد کی) بیڑیاں توڑ پھینکیں گے اور فساد کے سیلاب کا

دھارا موڑ کر اسے روک دیں گے۔ ہم اپنے ارد گرد عدل و انصاف قائم کریں گے، تا کہ موسم گرما اور موسم بہار میں ہماری قیام گاہ خوش گوار ہو جائے۔ ہم کسی خود ساختہ دستور کے طلب گار نہیں ہیں۔ ہمارا عظیم الشان قرآن ہی بلند و ارفع اور مہتم بالشان ہے۔ اس میں آزادی، ترقی اور بلندی ہے اور وہی جاودانی کا کشادہ راستہ ہے۔ ۹؎

ولید اعظمی کے نزدیک نوجوان ہی اصل سرمایہ ہیں۔ وہ انہیں نا امیدی اور شکست کی دلدل سے نکال کر ان میں جوش و امنگ اور نیا عزم و حوصلہ پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ انہیں شعور و آگہی سے ہم کنار کرنا چاہتے ہیں، اس لیے ان کے سامنے ان کی اپنی تاریخ کا آئینہ پیش کرتے ہیں کہ ان کی تاریخ کس قدر زریں اور روشن ہے۔ اس وقت امت مسلمہ کے نوجوان ہی نہیں، بلکہ خواتین بھی شاہین صفت ہوا کرتی تھیں:

سل المدائن عن سعد و جحفله　　هل شاهدت مثلهم غرا ميامينا
□□ٍ كانوا ليوثاً اذا الحرب قد امعت　　سيوفها و بها خاضوا الميادينا
كانوا صقورا اذا انقضوا لسرعتهم　　أما النساء فكانت شواهينا
سل عن ابی محجن فيهم و صولته　　ذاک الذی عند سعد کان مسجونا
لنصرة الحق قد ثارت حميته　　لا للوسام ولم يبغ النياشينا

سعد اور ان کے لشکر جرار کے بارے میں اہل مدائن سے پوچھ لو کہ کیا تم نے ان کی طرح کے روشن اور بابرکت چہروں کا مشاہدہ کیا ہے۔ جب جنگ میں تلواریں چمکتی تھیں تو وہ سب شیر ہوتے تھے اور تلواریں لے کر میدان کارزار میں گھستے چلے جاتے تھے۔ جب پلٹتے تھے تو اپنی سرعت رفتار کی وجہ سے شکرہ معلوم ہوتے تھے اور عورتیں بھی شاہین معلوم ہوتی تھیں۔ ان کے درمیان موجود ابو محجن اور ان کی شان و شوکت کے بارے میں پوچھ لو۔ یہ وہی ہیں جو سعدؓ کے پاس قید تھے۔ حق کی نصرت کے لیے ان کی حمیت بھڑک اٹھی، جاہ و منصب اور انعام کا

حصول مقصود نہیں تھا۱۰۔

ولید الاعظمی اسلاف کے زریں اورمحیر العقول کارناموں کی طرف اشارہ کرتے ہیں ۔عمر،علی ،حمزۃ،خالد،خباب ،عمار ، یاسر،مثنی ،طارق بن زیاد،سعد وغیرہم رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جواں مردی واستقامت ،ایثار وقربانی اورفنا فی سبیل اللہ کے جو روشن نقوش ثبت کیے ہیں، اشعار میں وہ جابجا ان کا حوالہ دیتے ہیں:

کن رابط الجاش وأرفع رأية الأمل وسر الی الله فی جد بلا هزل
وان شعرت بنقص فيک تعرفه فغذ روحک بالقرآن واكتمل
نحن الشباب ودين الله عمدته على الشبيبة عند الحادث الجلل
فان سعدًا وعمارًا وعكرمه وحمزة وأمير المومنين على
وخالد وزبيرا وابن حارثة كانوا شبابا وهم أرسى من الجبل

اولوالعزم بنو،امید کا علم بلند رکھو اور تب وتاب کے ساتھ اللہ کی راہ میں بڑھتے رہو۔اگر تمہیں اپنے اندر کسی نقص کا احساس اور اندازہ ہو تو اپنی روح کو قرآن کریم کی غذا بہم پہنچاؤ اور کامل بن جاؤ۔ہم نوجوان ہیں اور اللہ کا دین ہی سنگین حادثات کی صورت میں نوجوان کا سہارا ہے۔جان لو کہ سعد،عمار ،عکرمہ،حمزہ، امیر المومنین علی، خالد ،زبیر اور ابن حارثہ سب کے سب نوجوان تھے اور ان میں پہاڑ سے زیادہ استقامت تھی۔۱۱

بحیثیت نوجوان ان پر جو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں ان کا احساس دلاتے ہوئے کہتے ہیں:

بما ذا نجيب الله ان نحن لم نكن نصون ربوع القدس من شر عصبة
اما آن ان نحيا كراما اعزة ونحن بنو القوم الكرام الأعزة
تلاميذ عمار واحفاد خالد وابناء سلمان وجند قتيبة
جنود مغاوير اسود اشاوس اذا ما رحى الايام بالحرب دارت
وانا لشبان نذوب حماسة باروا حنا نار الحماسة شبت

اگر ہم قدس کی آبادی کی اس بدترین گروہ سے حفاظت نہ کر سکے تو ہم

اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دیں گے؟ کیا ہمارے لیے سرخرو ہو کر جینے کا وقت ابھی نہیں آیا، حالاں کہ ہم شریف اور معزز قوم کے فرزند ہیں؟ ہم عمار کے شاگرد، خالد کے پوتے ہیں، سلمان کے فرزند اور قتیبہ کے لشکر ہیں۔ جب میدان کارزار گرم ہوتا ہے تو ہم دشمنوں کی صف میں گھس جانے والے بہادر شیر ثابت ہوتے ہیں۔ ہم ایسے نوجوان ہیں کہ جوش اور جذبہ میں گھلے چلے جاتے ہیں اور ہم اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر کے شجاعت و پامردی کی آگ بلند کرتے ہیں۔ ۱۲؎

اہل ایمان اور بالخصوص نوجوانوں کے اندر عقیدہ، جو ثبات، استقامت و صلابت اور چٹان کی سی مضبوطی پیدا کرتا ہے، اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

لولا العقيدة ما تقدّم خالد بجيوشه مثل الهزبر مزمجرا
لو لا العقيدة ما استبدّ بطارق قلب يهز بعزمه الاسكندرا
فمضى يدرك الظلم من أركانه ويخوض من أجل العقيدة أبحرا

اگر عقیدہ کی کارفرمائی نہ ہوتی تو شیر کی مانند دھاڑتے ہوئے خالد کی اپنی لاؤ لشکر سمیت پیش رفت نہ ہوتی۔ اگر عقیدہ کی کارفرمائی نہ ہوتی تو طارق کا دل اس قدر بے قابو نہ ہوتا کہ وہ اپنے عزم سے سکندر پر قابو پالیتا۔ چنانچہ وہ ان کے لشکر سے ظلم کو دور کرتا رہا اور عقیدہ کی خاطر سمندروں میں گھوڑے دوڑاتا رہا۔ ۱۳؎

وہ متعدد قصائد میں محسنِ انسانیت، آفتابِ عالم ﷺ کا ذکر کر کے ان کا اسوہ اختیار کرنے اور انہیں اپنا مثالی نمونہ بنانے کی دعوت دیتے ہیں۔ ان کا اسلام حقیقی اسلام ہے، جو شکست وضعف سے نا آشنا ہے۔ ناامیدی کی اس میں کوئی جگہ نہیں ہے۔

ولید الاعظمی کی شاعری اسلامی شاعری ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کے فضل واحسان کا تذکرہ ہے، اس کی ربوبیت اور علیم بذات الصدور ہونے کا ذکر ہے:

والله لولا فضل ربي وعطفه لكاد من البلوى فؤادي يضرع
لك الحمد يا ربي لك الشكر والثنا لك الفضل يا رحمان يا متطلع
لك المنة العظمى على النعمة التي بها نتقي شر الحروب وندفع

بخدا اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت شاملِ حال نہ ہوتی تو مصیبت و آزمائش کی وجہ سے میرا دل بجھ جاتا۔ اے خداوند قدوس! تمام تعریفیں تیرے ہی لیے ہیں۔تو ہی حمد وثنا کا مستحق ہے،اے رحمان !اے آگاہ رہنے والے! تیرا ہی احسان ہے۔ تیرا بڑا ہی احسان ہے اس عظیم نعمت پر جس کے ذریعہ ہم جنگ کے فتنوں سے بچتے اور اس کا ازالہ کرتے ہیں ۱۴؎

اپنے ایک قصیدہ میں وہ پیغمبر انقلاب نبی رحمت ﷺ کے اوصاف بیان کرتے ہیں اور آپؐ کی ذات کو دنیائے انسانیت کے لئے اسوہ (Role model) قرار دیتے ہیں:

یا قوم هل من سامع فابثه شکوای ان حدیثهالطویل
لم یجد نفعا ان نقول محمد کالبدر کان فللبدور أفول
أو أن نقول شذاه فاح کانه مسک، وتبر شعره المسدول
انی اجل محمد ا ومقامه عن أن یقول المادحون جمیل
لم نحی ذکراه اذا لم نتبع آثاره وبحیث مال نمیل
یا سیدی ما أنت الا قائد ومؤسس ومعلم ورسول
أنشأت من أدنی البریة أمة خلص الفرات لها ودان النیل

اے میری قوم کے لوگو! کیا کوئی سننے والا ہے کہ میں اپنا درد بیان کروں، نالۂ دل بہت طویل ہے۔ اگر ہم کہیں کہ محمد ﷺ مثلِ چاند تھے تو کوئی فائدہ نہیں، کیوں کہ چاند بھی غروب ہوجاتے ہیں۔ یا اگر ہم کہیں کہ ان سے پھوٹنے والی خوشبو مسک کی مانند ہے اور ان کے دراز گیسو سنہرے تھے۔ میرے نزدیک محمد ﷺ کی ذات اور ان کا مقام ومنصب اس سے کہیں بلند ہے کہ تعریف کرنے والے کہیں کہ آپؐ بہت خوب صورت تھے۔ اگر ہم نے ان کے نقوش کی اتباع نہیں کی اور انہی کی طرف اپنا رخ نہیں موڑا تو ہم نے ان کے ذکر کو زندہ نہیں کیا۔ اے میرے آقا! آپ ہی قائد، مؤسس، معلم اور رسول

ہیں۔آپ نے پست مخلوق سے ایک ایسی قوم کی تعمیر کی جس کی سیرابی
کے لئے دریائے فرات نے اپنا آب زِلال پیش کیا اور دریائے نیل
نے اپنی قربت سے اسے شاداب کیا۔ ۱۵؎

ایک دوسری جگہ کہتے ہیں:

فیا قوم خلو ا النوم عنکم وسارعوا   الی اللہ فی ظل الرسول محمد
وسیروا الی العلیاء واحموا عرینکم   فقد آن أن نحیا حیاۃ تجدد
ونادی منادی الحق یا قوم فاسمعوا   لقد خاب من لم یتبع شرع أحمد

اے میری قوم کے لوگو! نیند سے بیدار ہونے کی کوشش کرو اور رسول
ﷺ کے سائے میں اللہ کی طرف دوڑو۔ بلند کارناموں کی طرف بڑھو
اور اپنی آبادی کی حفاظت کرو۔اب وقت آ گیا ہے کہ ہم زندگی کو ایک
نیا رنگ دیں۔اے میری قوم کے لوگو! حق کے منادی کا یہ اعلان غور
سے سن لو کہ جس نے احمد مجتبی ﷺ کی شریعت کی اتباع نہیں کی وہ
ناکام ونامراد ہو گیا۔۱۶؎

اللہ کے رسول ﷺ کی ذات گرامی کو اسوہ ونمونہ قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں:

یا ھذہ الدنیا أصیخی واشھدی   انا بغیر محمد لا نقتدی
لا نستعیض عن الشریعۃ منھجا   وضعتہ فکرۃ مستغل ملحد
أبکل یوم فکرۃ وعقیدۃ   تغزوالحمی من تاجر مستورد

دنیا والو! غور سے سن لو اور گواہ رہنا کہ ہم محمد ﷺ کے علاوہ کسی اور کی
اقتدا نہیں کریں گے۔شریعت کے بجائے کوئی ایسا دستور ہمارے لیے
قابلِ قبول نہیں ہے جسے کسی خائن، جابر اور ملحد نے وضع کیا ہے۔کیا ہر
روز کا ایک نیا فکر اور عقیدہ قرار پائے گا جو آنے والے تاجر سے عزت
وناموس کی حفاظت کی خاطر جنگ کرے گا۔۱۷؎

ولید الاعظمی نے اپنے اشعار میں فلسطین پر ہو رہے مظالم کے خلاف بار بار آواز اٹھائی ہے، وہاں روا رکھی جانے والی وحشت و بربریت کا نقشہ کھینچا ہے اور اسے خلاف انسانیت قرار دیا ہے۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں:

أما فلسطين فسيل دمائها لم ينقطع وعيونها لم ترقد
اللاجئون وهذه أكواخهم كالعارعن أنظارنا لم يبعد
في كل كوخ لوعة ومناحة من طفلة تبكي وشيخ مقعد
ويتيمة تلوی اليک بجيدها تشكو الهوان بحسرة وتنهد
وكريمة لعب اليهود بطهرها وبها تمتع رائح أو مغتد

فلسطین کے حالات اس قدر دگرگوں ہیں کہ اس کے خون کا سیلاب رکنے کا نام نہیں لے رہا ہے۔ پناہ گزیں اوران کی یہ جھونپڑیاں شرم وعار کی طرح ہماری نگاہوں کے سامنے موجود ہیں۔ ہر جھونپڑی میں کسی سسکتی اور بلکتی ہوئی بچی کی آواز ہے اور کسی بوڑھے اور ضعیف شخص کی آہ وفغاں ہے۔ ذلت ونکبت سے دو چار، حسرت و یاس کی تصویر مجسم کوئی یتیم بچی ہے جو خالی آنکھوں سے تمہاری راہ تکتی ہے اور سرد آہیں بھرتی ہے۔ اور کوئی شریف اور پاک باز خاتون ہے جس کی عصمت کو یہود نے تار تار کیا ہے اور صبح وشام اس کی ردائے عفت کو چاک کیا ہے۔ ۱۸ ؎

ایک دوسرے قصیدے میں فلسطین کا تذکرہ کر کے نوجوانوں کو اس طرح مہمیز کرتے ہیں:

يا قوم خلوا النوم عنكم جانبا واستيقظوا من غفلة ورقاد
يا قوم ان السيل قد بلغ الزبى هبوا فان اليوم يوم جهاد
هذي فلسطين الجريحة تشتكي قد كان من دمها يفيض الوادي
خاض اليهود غمارها وقعدتم يا قوم أين حمية الأجداد
أين الدم الفوار هل من قطرة لتعيد فينا غيرة ابن زياد
أين النفوس ا لعاليات كأنها عند الوغى أرسى من الأطواد
أنسيتم أجدادكم يا صحبتي هلا ذكرتم صرخة المقداد

اے میری قوم کے نوجوانو! خوابِ گراں سے احتراز کرو اور غفلت کی نیند سے بیدار ہو جاؤ۔ اے میری قوم! پانی سر سے اونچا ہو چکا ہے۔ اٹھو اب جہاد کا وقت آن پڑا ہے۔ زخم خوردہ فلسطین تم سے فریاد کر رہا

ہے اس کا لہو وادی میں بہتا جارہا ہے۔ یہود ان کے گھروں میں گھس کر دندناتے پھر رہے ہیں اور تم بیٹھے ہوئے ہو۔اے میری قوم کے فرزندو! اسلاف کی حمیت کہاں کھوگئی، وہ جوش مارتا ہوا لہو کہاں ہے؟ کیا ایک قطرہ بھی ایسا باقی نہیں بچا جو ہم میں ابن زیاد کی غیرت کو واپس لا سکے۔وہ فولاد صفت بلند و بالا نفوس کہاں ہیں جو جنگ کے وقت چٹانوں سے بھی زیادہ پائیدار اور ثابت قدم ہوتے تھے؟ اے میرے رفقاء کار! کیا تم اپنے آباء واجداد کو بھول بیٹھے ہو؟ کیا مقدادؓ کی للکار تمھیں یاد نہیں ہے۔۱۹؎

ولید الاعظمی کی فکر کا اصل محور ومرکز قرآن کریم ہے۔ انھوں نے اپنے متعدد اشعار میں قرآن کریم کے اصل مقام ومرتبے کو واضح کیا ہے، اس سے دوری کو ضلالت وگم راہی کا پیش خیمہ قرار دیا ہے اور صراحت سے کہا ہے کہ قرآن کریم ہی ہمارے لئے مشعل راہ ہے اور وہی ہمارا دستور اساسی ہے:

یا من وضعتم قوانینا لأنفسکم — نحن اتخذنا کتاب اللہ قانونا

اللہ أنزله بالحق یرشدنا — الی السعادة فی شتی مرامینا

آیاته بالهدی والعدل قد نطقت — تضفی علی الحق ایضاحا وتبیینا

ضل الذی یهجر القرآن مجتدیا — منهاجه بغرور من أعادینا

لسنا نرید دساتیرا مرقعة — فشرعة اللہ تکفینا وترضینا

اپنے لیے قوانین وضع کرنے والے لوگو! (سن لو) کہ ہمارا قانون اللہ کی کتاب ہے۔اللہ تعالیٰ نے اسے حق کے ساتھ اتارا ہے۔ہر گام پر سعادت کی طرف یہ ہماری رہ نمائی کرتی ہے۔اس کی آیات ہدایت اور عدل وانصاف کی ترجمان ہیں، وہ حق کی توضیح وتشریح پیش کرتی ہیں۔ وہ شخص جو دشمنوں کے فریب میں آکر اس کی راہ کسی اور دستور کی طلب میں چھوڑ دیتا ہے، گم راہ اور راہِ راست سے ہٹا ہوا ہے۔ہمیں کسی اور مرتب قانون کی حاجت نہیں ہے، اللہ کی شریعت ہمارے لئے کافی اور اطمینان بخش ہے۔۲۰؎

ایک دوسری جگہ وہ قرآن کریم کو اپنی عزت وسطوت اور اپنی شان قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں:

یا ھذہ الدنیا أصیخی واشھدی انا بغیر محمد لا نقتدی
لا نستعیض عن الشریعة منھجا وضعته فکرة مستغل ملحد
قرآن ربک یا محمد عزنا ونظامنا الداعی لعیش أرغد

اے دنیا والو! غور سے سنو اور گواہ رہنا۔ ہمارا قائد ورہبر صرف رسول ﷺ کی ذات ہے۔شریعت کے عوض ہمیں کسی اور ایسے قانون کی ضرورت نہیں جس کی لٹیرے ملحد نے تشکیل کی ہو۔اے محمد ﷺ! آپ کے رب کا نازل کردہ قرآن ہماری شان ہے اور ہمارا دستور خوش حال اور آسودہ زندگی کا داعی ہے۔۲۱؎

ولید الاعظمی نے اعظمیہ میں اخوان المسلمون کے مکتبہ سے خوب استفادہ کیا۔ ان کے رفیق عبداللہ العقیل کا بیان ہے:

"ہم اکثر اخوان المسلمون کی لائبریری میں چلے جاتے تھے، جہاں دعوتِ دین سے متعلق مختلف امور پر دیر تک گفتگو چلتی رہتی تھی۔ولید الاعظمی میں زبردست جوش وجذبہ، امنگ وحوصلہ اور اسلام کے معاملے بے پناہ غیرت تھی۔ وہ نوجوانوں کو اسلام پر کاربند دیکھنا چاہتے تھے۔ ان کی شدید آرزو تھی کہ نوجوان باطل کے اُمڈتے سیلاب، الحاد وکفر، فسق وفجور اور فحاشی وعریانیت کی راہ میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار ثابت ہوں اور پوری استقامت وجواں مردی کے ساتھ اس طوفان کا مقابلہ کریں۔ولید الاعظمی قحط الرجال کے اس دور میں حقیقتاً حق کی آواز تھے"۔۲۲؎

ولید الاعظمی کی شاعری قرآن کریم سے ان کے گہرے شغف کی آئینہ دار ہے، انہوں نے مختلف اشعار میں قرآن کریم کی مرکزیت کی طرف اشارہ کیا ہے:

نبنی الحیاة بوحی من عقیدتنا وعندنا للھدی والحق میزان
قرآننا مشعل یھدی الی سبل من حاد عن نھجھا لا شک خسران

هو السعادة فلتأخذ بشرعته وما عداه فتضليل وبهتان
هو السلام الذي تهفو القلوب له فلم يعد يقتل الانسان انسان
هو النشيد الذي ظلت تردده على مسامع هذا الكون أزمان
قد ارتضيناه حكما لا نبدله ما دام ينبض فينا منه شريان

ہم اپنے عقیدہ کی روشنی میں زندگی کی تعمیر کرتے ہیں اور ہدایت وحق کا ہمارے پاس میزان ہے۔قرآن کریم ہمارے لئے مشعلِ راہ ہے جو سیدھی راہ کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔جو اس راستے سے دست بردار ہوا یقینا وہ گھاٹے میں ہے۔قرآن سراپا سعادت ہے۔ہمیں اس کے قانون کو اختیار کرنا چاہئے،اس کے علاوہ جو کچھ بھی ہے وہ گم راہی اور بہتان ہے۔قرآن سراپا سلامتی ہے،قلوب اس کی طرف مائل ہوتے چلے جاتے ہیں۔کوئی انسان کسی انسان کا قتل نہیں کرسکتا۔قرآن کریم ایسا نغمہ ہے جسے زمانہ اس کائنات کے سامنے گنگناتا رہا ہے۔ہم اس کے فیصلے پر راضی ہیں،اسے کبھی تبدیل نہیں کرسکتے جب تک کہ ہماری رگوں میں خون باقی ہے۔۲۳؎

انھوں نے رجوع الی القرآن کو امت کے درپیش تمام مسائل کا واحد حل قرار دیا ہے۔ان کا کہنا ہے کہ قرآن کریم ہی ہمارے اختلافات کو ختم کرکے ہمارے اندر اتحاد و اتفاق پیدا کرسکتا ہے:

فليهتف الكل ان الله غايتنا فنحن لا نبتغي جاها و سلطانا
وانما نبتغي للناس قاطبة خيرا ومنفعة دوما واحسانا
وانما لغة القرآن تجمعنا وتجعل الكل في الاسلام اخوانا
فلا تخالف فيها مصر تركية ولا تخاصم فيها نجد أفغانا

ہر شخص اس بات کا آوازہ بلند کرے کہ اللہ ہی ہماری منزل ہے،ہم جاہ ومنصب اور اقتدار کے طلب گار نہیں ہیں۔ہم ساری انسانیت کے لیے دائمی خیر،منفعت اور احسان کے طلب گار ہیں۔قرآن کریم کی زبان ہی ہمارے اتحاد کی اساس ہے اور اسلام میں ہر شخص کو بھائی بنانے

کے لئے کوشاں ہے۔ چنانچہ اس ضمن میں مصر کا ترکی سے کوئی اختلاف نہیں اور نہ نجد کی افغان سے کوئی مخاصمت ہے۔ ۲۴؎

ایک دوسری جگہ کہتے ہیں:

قرآنکم یا مسلمون سناؤه کالبدر فی کبد السماء یتألق
العدل موفور به وبغیره زور وبهتان وظلم مطبق
فکوا الحجاب عن العیون فباطل ما یدعیه مغرب و مشرق
هذا نداء الله فاستمعوا له وتقربوا منه وخافوا واتقوا
یا أیها الانسان انک کادح فارکن الی نهج بکدحک یرفق

اے مسلمانو! قرآن کریم کی چمک قلبِ فلک میں چمکتے ہوئے چاند کی مانند ہے۔یہ عدل وانصاف سے معمور ہے۔ اس کے علاوہ سب جھوٹ، بہتان اور سراسر ظلم وزیادتی ہے۔نگاہوں کو وا کرو،مغرب ومشرق جس چیز کا داعی ہے وہ سب باطل ہیں۔ یہ اللہ کی ندا ہے اسے بغور سنو،اس کا قرب اختیار کرو،اسی سے ڈرو اور اس کا تقویٰ اختیار کرو۔اے انسان! تو کشاں کشاں چلا جارہا ہے، لہٰذا ایسی راہ اختیار کرو جو تمہاری کدوکاوش کے موافق ہو سکے۔۲۵؎

ولید الاعظمی نے اپنی شاعری میں غرور، تکبر اور فساد فی الارض کی روش اختیار کرنے والوں کے انجام کو واضح کیا ہے اور فرعون، قارون اور ابولہب کے انجام کو بہ طور تمثیل پیش کیا ہے۔آیات قرآنی و احادیث نبویؐ کی، شعر میں تضمین کی ہے اور بسا اوقات قرآنی آیات کے مفہوم کو اشعار میں قلم بند کیا ہے:

یا غافلین من العذاب تنبهوا والله ان حیاتکم ستبید
یا قومنا ما ذکر عاد غائب عنکم ولا طوفان نوح بعید
ان الذی أفنی الأوائل قادر أن یهلک الباقین وهو مجید
فلمن أعد الله نار جهنم ولمن أعد عذابها المشهود
أیان یسأل هل ملئتِ جهنم فتقول ظمای هل لدیک مزید؟
بیض وجوه الصائمین لربهم والمفطرون لهم وجوه سود